تجھکو دی ہین اوسنے کیا کیا نعمتین
ہین فزون ماں باپ سے بھی شفقتین

حمد اوسکی ہو نہ اک شمہ بیان
ہر بنِ مو بھی اگر ہو وے زبان

یادِ حق مین آپ کو مصروف رکھ
دلکو یادِ غیر سے معطوف رکھ

فعلِ بد ہرگز نہ کر ناظر ہے وہ
یہ سمجھ لے ہر جگہ حاضر ہے وہ

تو ہمیشہ اوسکی قایم رکھ نماز
خاک پر اپنا جھکا فرقِ نیاز

اوسکی طاعت مین جو ہوگا معتکف
سرِّ باطن تجھپہ ہوگا منکشف

ہو اگر بیمار یا ہو تندرست
بندگی مین اوسکی رہ چالاک و چست

چاہیئے ہر حال مین شکرِ خدا
تذکرہ اوس کا رہے لب پر سدا

کسطرح ہوگی گناہون سے گریز
آئیگا جسوقت روزِ رستخیز

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

خالقِ کون و مکان ربِّ زمن
تو ہے بیشک اے کریم ذو المنن

مہربان کوئی نہین تیرے بغیر
کر الٰہی عاقبت میری بخیر

کچھ نہو تیری محبت کے سوا
یادِ غیر آئے نہ دل مین اک ذرا

دل سے میرے جرم کی ظلمت ہو دور
بڑھتا جائے روز و شب ایمان کا نور

کر مبدل نور سے غفلت کا زنگ
معرفت کا چاہتا ہون آب و رنگ

دل مین روشن کر چراغ معرفت
داغ ہون گلہاے باغ معرفت

مجہکو دکھلادے وہ راہ مستقیم
دیکہے وہ ہو کا نہ شیطانِ رجیم

معصیت عصیان خطا لغزش نہو
فضل تیرا ہو تو کچھ پرسش نہو

تو عطا کر مجہکو ایسی معرفت
چاہیئے عارف کو جیسی معرفت

تیری طاعت مین کمر بستہ رہون
بندگی مین تیری پیوستہ رہون

ہون گناہون کے سبب سے شرمسار
تیری رحمت کا ہون مین امیدوار

رحم کر تو جب لبون پر جان ہو
نزع کی مشکل مری آسان ہو

تو بچا مجہکو فشارِ قبر سے
عالم تاریک و تار قبر سے

پرسش و کنج مزار ہولناک
جسکی ہیبت سے جگر ہوتلے چاک

جسطرح امید ہے تجہسے یہان
حشر مین بھی دیجیو یارب امان

کیون نہو پھر خوفِ میزان و صراط
پُر معاصی ہون مین کیا میری بساط

کوی بھی میرا نہین تیرے سوا
ہر جگہ مجہکو بچالے ای خدا

ہین خطائین میری بیحد بیحساب
عفو کردے تو نہ کوئی لے حساب

آتشِ دوزخ سے گھبراتا ہون مین
کثرت عصیان سے شرماتا ہون مین

حشر مین یارب ترا عبد ضعیف
سبکی نظرون مین نہو جائے خفیف

بخشدے عصیانکو میرے ہون اثیم　　یا غفور و یا کریم و یا رحیم

در نعت رسول مقبول

تو کھان اے دل کھان نعت رسول　　ہوگیا ہے رحمت حق کا نزول

بادشاہ انبیا سلطان دین　　بہترین اولین و آخرین

باعث ایجاد ارض و آسمان　　جسنے کی اک پل مین سیر لامکان

صاحب معراج اور ختم رسل　　تابع فرمان ہین جسکے جزو کل

ناسخ ادیان سابق ہین یہی　　واقف اسرار خالق ہین یہی

آیا ہے قرآن جن پر وہ نبی　　ہے شفیع روز محشر وہ نبی

وہ نبی دایم رہیگا جسکا دین　　وہ نبی جو رحمۃ للعالمین

جو کہ محبوب خدا ہے اور حبیب　　ہوگیا ایسا نبی ہمکو نصیب

سرور کون و مکان امی لقب　　جس کا پاکیزہ حسب ہے اور نسب

احمد مرسل شہ لولاک ہے　　اور محمد جس کا اسم پاک ہے

حق نے کی انکی ثنا قرآن مین　　بلکہ ہے قرآن انہین کی شان مین

ہین یہی فخر رسولان سلف　　جانشین انکا علی شاہ نجف

ہے لقب جسکا امیر المومنین　　شیر حق استاد جبریل امین

جسکو خالق نے عطا کی ذوالفقار ۔ جنگ سے بہاگا کبھی نہین جو زینہار
وہ ولیِ حق ہے اور دستِ خدا ۔ وہ نہین ہے نورِ احمدؐ سے جدا
جسنے مردونکو عطا کی ہے حیات ۔ شیر سے سلمانؓ کو جسنے دی نجات
مدح جسکی لافتا الا علیؑ ۔ لحمک لحمی سے ہے ارشاد نبیؐ
شان مین آیا ہے جسکی انّما ۔ شان مین آیا ہے جسکی ہل اتیٰ
بت شکن اور راکبِ دوشِ نبیؐ ۔ تہا جلی جسپر ہر اک رازِ خفی
قوّتِ بازو ہے اور نفسِ رسول ۔ والدِ سبطین اور زوجِ بتول
نایب اسکے بعد ہین گیارہ امام ۔ بہیج دائم انکے اوپر تو سلام

بیان تعریف ایمان و صاحب ایمان

تجہ مین اے دل گر نہین ایمان کا نور ۔ رحمت حق ہے ہمیشہ تجہسے دور
داغ عصیان دور اسے صاف کر ۔ کینہ سے سینہ کو اپنے پاک کر
غیر حق آوے نہ لب پر کوئی حرف ۔ دلکو اپنے کر ہی عرفان کا ظرف
دلمین ایمان کے اگر آثار ہون ۔ لب پہ بہی اقرار کے اذکار ہون
ہے علامت یہ اک دیندار کی ۔ یعنی ہو ایمان و علم اور حلم بہی
ایک حق کا جاننا ایمان ہے ۔ بعد پیغمبرؐ ہے اور قرآن ہے

اتفاقاً ایک نے آکر کہا — تیرا دشمن فوج لیکر آگیا

سنتے ہی اوسکو ہوا یہ اضطراب — تاج شاہی گر گیا سر سے شتاب

اک وزیر نیک تب پاکر یہ طور — دل مین بس کرنے لگا یہ فکر و غور

یہ خدا ہوتا تو کیون ہوتا خطر — کیون کسیکا اسکو ہوتا اتنا ڈر

یہ نہین ہرگز صفات بے نیاز — قادر و یکتا ہے ذات بے نیاز

ان وزیرونکا ہی دستور تھا — جمع ہوتے تھے ہر اکدن ایک جا

آئی تھی اوس روز باری وسکے گھر — پڑ گیا تھا فکر مین جو سربسر

حسب عادت کھانا پکوایا نفیس — جمع اک جا ہوگئے وہ سب انیس

بولا ہون اک فکر مین صبح و شام — ہوگیا ہے خواب و خور جس سے حرام

پوچھا اون سب نے کہ وہ کیا ہی خیال — کہ بیان ہمسے بھی اپنے دل کا حال

اوس وزیر نیک نے تب یہ کہا — سوچتا رہتا ہون مین دل مین سدا

بے ستون کسنے بنایا آسمان — زیر سایہ جسکے ہے سارا جہان

دن عیان مہر منور سے کیا — رات کو نور مہ و اختر دیا

حسن گردون ثابت و سیارہ سے — اور قیام ارض ہے کہسار سے

حکم سے کسکے برستا ہی سحاب — ہے صدف مین گوہر اور گوہر مین آب

کسنے پیدا الطف باورسے کیا | کسنے ذہن مدرکہ سر مین دیا
روح داخل کسنے آب و گل مین کی | اور تمیز نیک و بد ہر دل مین دی
رات دن مجھکو یہ فکر و غور ہے | غیر دقیانوس کوئی اور ہے
اوسکو اپنا چاہیے کہنا خدا | جسنے سارے خلق کو پیدا کیا
ہے یقین یکتا اوسی کی ذات ہے | اور بے ہمتا اوسی کی ذات ہے
بس وہی بے شبہ ہے جان آفرین | ہے وہی لاریب رب العالمین
سنکے یہ سب ہوگئے وہ مستقیم | بولے تجھکو دے خدا اجر عظیم
تجھسے ہمکو ملگئی راہ نجات | کیا کرین ہبتلا تواب آنیکذات
تب کہا اسنے کہ ہے تدبیر ایک | دلمین یہ آئی ہے میرے رائے نیک
ہم یہان سے گر نکلجائین کہین | راستہ ایمانکا پائین بالیقین
بولکے یہ باغ کی جانب گیا | بیچکر خرمہ کو کچھ زر رکھ لیا
الغرض سب ملکے نکلے شہر سے | پاپیادہ جب کئی فرسخ چلے
ہوگئے مجروح اونسبکے قدم | خون تہا پاؤن سے جاری دمبدم
صاحب ایمان تھے وہ فرخندہ پے | دین حق کا راستہ کرتے تھے طے
اتفاقاً ایک چرواہا ملا | ان مین سے اک نے کہا پانی پلا

عرض کی اوسنے جو کچھ منظور ہو — پاس میرے ہے مہیا مجھسے لو

دیکھکر پر تمکو ہوتا ہے گمان — خوفِ شر سے بھاگ آئے ہو یہان

بولے سب اچھی نہین ہی جھوٹ بات — راستی دیگی ہمین شر سے نجات

مختصر سب نے بیان کی کیفیت — اور ظاہر کی خدا کی معرفت

سنکے تب وہ اونکے قدمون پر گرا — اور کہا فرمایا جو کچھ ہے بجا

میرے دل مین بھی یہی آئی تھی بات — دوسرا بیشک ہے ربِ کائنات

دیجئے مجھکو اجازت اس قدر — آؤن مین بھی بکریون کو چھوڑکر

گو نہین لایق ہون صحبت کے لئے — لیجئے ہمراہ خدمت کے لئے

الغرض چرواہا جا کر آگیا — کتا اوسکا پیچھے اوسکے ہولیا

بول اوٹھے اوس کلب کو سب دیکھکر — اسکے عوعو سے ہمین ہوگا ضرر

سب نے قصد سنگساری جب کیا — تو بحکم حق وہ سگ گویا ہوا

مارتے ہو کسلئے پتھر سب مجھے — جانتے ہو کسلئے بتر مجھے

اک نہ اکدن کام آؤنگا ضرور — شر سے اعدا کے بچاؤنگا ضرور

یہہ جو چھہ تھے چرواہا انمین ساتوان — اور وہ سگ بھی ہوگیا ہمرہ روان

لیگیا اک کوہ پر چرواہا جب — سانس پھولی تھک کے بیٹھے سبکے سب

سامنے اک غار تھا اور اک کنوان جس کا پانی مثل موتی کے عیان

جانب چشمہ کئی اک تھے شجر جنمین شاداب اور رسیدہ تھے ثمر

ہوگیا تکلیف مین جب دن تمام واسطے راحت کے آیا وقت شام

میوے کھائے پانی چشمہ کا پیا غار مین ہر ایک جا کر سو رہا

جب وہ سوئے تو بفرمان خدا روح اونکی ہوگئی تن سے جدا

اور حفاظت کو ہر اک کی دو ملک ہین معین اور رہین گے حشر تک

ہر برس مین ایک یا دو مرتبا اونکے پھلو کو بدلتے ہین سدا

رحمت خالق ہوئی سایہ فگن کچھ نہ بوسیدہ ہوئے اونکے بدن

تن تو کیا بگڑا نہ اک تار لباس چین سے سوتے رہے وہ حق شناس

آئی دقیانوس کو ان سبکی یاد عید گہ سے جب پھرا وہ بدنہاد

پوچھی ہر اک سے وزیرون کی خبر دست بستہ بول اوٹھا اک خیرہ سر

ہوگئے ہین شہر سے تیرے فرار جانتے تجھکو نتھے پروردگار

سنتے ہی بس غیظ مین وہ آگیا اور تعاقب اون وزیرون کا کیا

جا چھپے تھے وہ جہان اوس غار پر ہوگیا اس دشمن دین کا گذر

دیکھتا کیا ہے کہ با حال خراب پاون ہین مجروح اور ہین بین خواب

بولا کوئی اب نہ انکو دے سزا ۔ اپنے ہاتھون پائی ان سب نے سزا

تب کیا معمارون کو فوراً طلب ۔ کر دیا اوس غار کا منہ بند سب

بولا اپنے یارون سے تب بد صفات ۔ کہدیا ان دے خدا انکا نجات

شہر کیجانب وہ پھر واپس ہوا ۔ دلمین اپنے خوش ہوا بے انتہا

بعد مدت کے ہوا جب حکم رب ۔ ہوگئے وہ خواب سے بیدار سب

خواب سے حاصل جو بیداری ہوئی ۔ دلمین انکے فکر یہ طاری ہوئی

رات ساری خواب مین اپنی کٹی ۔ طاعت خالق نہ کچھ ہمسے ہوئی

دل مین یہ کہتے جو نکلے غار سے ۔ اور اوس چشمہ کیجانب جب گئے

دیکھتے کیا ہین کہ سوکھے ہین شجر ۔ خشک چشمہ کا ہے پانی سر بسر

دیکھکر یہ سخت حیرانی ہوئی ۔ پر نسمجھے وہ یہ راز معنوی

سب نے تب آپس مین کی یہ قیل و قال ۔ ایک شب مین ہوگیا کیسا یہ حال

اور ہمین اسدم بہت ہے اشتہا ۔ شہر کو جائے کوی بہر غذا

ایک نے ظاہر جو کی آمادگی ۔ متفق ہوکر دعا یہ سب نے کی

شر سے دقیانوس ملعون کے بچائے ۔ پھر یہان خالق سلامت تجھکو لائے

الغرض وہ روپ بدلے بر ملا ۔ لیکے درہم شہر کیجانب چلا

وہ نہ تھے دیکھا تھا جو کچھ پیشتر — رہ مین آثار اور ہی آئے نظر
باصد استعجاب طے کرتا تھا راہ — ہر طرف حیرت سے کرتا تھا نگاہ
شہر مین داخل ہوا جب وہ جوان — پائی اوسنے نانبائی کی دُکان
اُس دکان کی سمت وہ مائل ہوا — دیکے درہم نان کا سائل ہوا
پوچھا جب اس شہر کو کہتے ہین کیا — شہر ہے افسوس تب اُسنے کہا
پوچھا پھر ہے کون شاہِ نامدار — بولا وہ ہے عبدِ رحمان شہریار
سُنکے نام شہ وہ حیران ہوگیا — تھا تعجب کیا یہ سامان ہوگیا
لیکے درہم نانبائی نے کہا — ہے بہت وزنی یہ درہم اور بڑا
مجھکو اس درہم پہ ہوتا ہے گمان — تو نے پایا ہے خزانہ اے جوان
بولا وہ جب ہم نکلکر شہر سے — بھاگے دقیانوس کے تھے قہر سے
بیچ خرمہ تو ملے درہم ہمین — ہمنے پایا ہے خزانہ تو نہین
غالباً جسکو ہوے ہین تین روز — غار مین سب ساتھ والے ہین ہنوز
نانبائی بولا حیرت ہے مجھے — کسطرح سچا مین جانونگا تجھے
کب زمانہ ہے یہ دقیانوس کا — جھوٹ کی تیرے ہے کچھ بھی انتہا
قصہ کوتہ پھر پکڑ کر اوس کا ہاتھ — شاہ کے نزدیک لایا اپنے ساتھ

نانبائی نے بیان کی کیفیت ۔ اور درہم کی وہ ساری کیفیت

وہ جوان تب شہ کو پا کر ہمکلام ۔ بادب پہلے بجا لایا سلام

دست بستہ سب سنائی سرگذشت ۔ دین حق کی جانب اپنی بازگشت

سب جو دقیانوس کا قہر و عتاب ۔ اور درہم کا وہ کرنا دستیاب

ساتھ ہونا راہ مین چرواہے کا ۔ اور کتے کا وہ سارا ماجرا

جانا اپنا وادی پرخار مین ۔ اور وہ سو جانا سب کا غار مین

سنکے سبکو ایک حیرت ہو گئی ۔ شہر مین فی الفور شہرت ہو گئی

واسطے تصدیق کے ہو کر مصر ۔ اوس جوان سے شاہ نے فرمایا یہہ

تو اگر اس شہر کا ہے اے جوان ۔ نام تیرا کیا ہے اور گھر ہے کہان

نام سنکر بولے سب آباد شاہ ۔ نام ہے اوس عہد کا بے اشتباہ

جب گھڑی اوسنے دیا گھر کا پتا ۔ شاہ نے فرمایا چل مجھکو بتا

یون تماشے کو تہا خلقت کا ہجوم ۔ آسمان پر جمع ہون جیسے نجوم

الغرض ہمراہ اوسکو لے گیا ۔ دیکے دستک در پہ وہ ٹھہرا رہا

اوس مکان سے نکلا اک مرد شریف ۔ ہو گیا تہا جو بہت پیر و ضعیف

شہ نے فرمایا یہہ کہتا ہی جوان ۔ جس مین تو رہتا ہے اسکا ہے مکان

پیر نے پوچھا کہ تیرا کیا ہے نام ۔ وہ جوان بولا کہ تملیخا ہے نام

سنتے ہی کچھ ہو گئی ایسی خوشی ۔ کچھ نہ تاب ضبط پھر باقی رہی

چومکر سر پر رکھے اوسکے قدم ۔ اوسنے پھر اللہ کی کھائی قسم

اور کہا یہ جد امجد ہے مرا ۔ باپ سے بیٹے سنا ہے تذکرا

قہر دقیانوس سے ہو کر فرار ۔ تھے چھپے جا کر چھ انسان ہین غار

ایک اون مین سے مرا جد ہے یہی ۔ شکر ہے جسکی زیارت ہو گئی

ان سبھونکو شہر سے ہو کر جدا ۔ تین سو نو سال کا عرصہ ہوا

سنتے ہی فرمایا پھر اوس شاہ نے ۔ ایجوان وہ یار تیرے کیا ہوئے

بولا وہ اوس غار مین زندہ ہین سب ۔ فضل حق جنپر ہو وہ مرتے ہین کب

شاہ نے پھر اوسکو با صد افتخار ۔ دوش پر اپنے کیا فوراً سوار

لوگ سارے چومتے تھے دست و پا ۔ پائی جاتی تھی اونہین سے شان خدا

الغرض وہ شاہ اور سب اہل دین ۔ آگئے اوس کوہ کے جب دم قرین

بولا وہ اکدم اگر سب جائینگے ۔ خوف ہوگا وہ بہت گھبرائینگے

اونکو دقیانوس کا ہوگا گمان ۔ زندگی ہوگی اونہین بیحد گران

سب سے پہلے غار مین جاتا ہون مین ۔ بعد ازان پھر سبکو بلواتا ہون مین

شاہ نے سُنکر کہا یہ خوب ہے
تم بزرگونکی خوشی مطلوب ہے

غار مین جسوقت وہ داخل ہوا
بولا سب سے قصۂ حیرت فزا

ایک بولا سوئے ہم اک روز تک
بلکہ دو دن سوئے ہین بے ریب و شک

بولا وہ تمکو نہین معلوم ہے
عہد دقیانوس کا معدوم ہے

خواب مین ہم اوس زمانیسے رہے
تین سو نو سال جسکو ہوگئے

کچھ تعجب کا نہین ہے یہ مقام
فضل خالق مین نہین ہرگز کلام

سنکے سب ہوئے کچھ ایسے دنگ
زندگی سے ہوگئے اپنے تنگ

ہمزبان ہوکر وہ سب کہنے لگے
فتنۂ عالم کے لئے ہم ہو گئے

بہتر اس سے ہے کہ بس مر جائین ہم
اس زمانہ مین نہ منہ دکھلائین ہم

ہاتھ اوٹھا کر بولے وہ یا ذوالجلال
ہو ہماری نیک عقبی اور مآل

سے ہے دعا اسدم کہ نکلے تنسے جان
دہر دون سے ہمکو ملجائے امان

ہوگئی مقبول اون سبکی دعا
حاصل اونکا ہوگیا بس مدعا

ہوچکا بس ذکر ارباب شرف
پھیر خامہ کو تو مطلب کیطرف

صاحب خدمت ہو کوئی یا امیر
ہو سلاطین کا مقرب یا وزیر

مال دنیا سے ہو کیسا ہی غنی
پر طبیعت مین نہو ما و منی

کیسی ہی عشرت کی محفل مین رہے
جان جاتی ہے تو جانے دے دے
اہل ایمان کو نہین ڈر کفر کا
ہے حدیث معتبر رکھہ اسکو یاد
رنج مومن کو نہ دے تو زینہار
ہے یہ قول نکتہ دان علم و عقل
بہترین خلق اور حکمت ہے یہہ
دین اور ایمان ہے مثل شجر
ہین جڑین اوسکی نماز صبح و شام
دل سے ہے ایمان لانا مثل آب
اس شجر کی ڈالیان ہین بیگمان
ساق جس شرع ہے دنیا زکوات
الغرض مومن کلہے باغ جنان

خوف خالق کا مگر دل مین رہے
ہاتھہ سے ایمانکو جانے نہ دے
اہل ایمان کا معاون ہے خدا
حرمت مومن ہے قرآن سے زیاد
تجھہ سے رنجیدہ ہو پروردگار
نظم مین کرتا ہون اسجا اوسکی نقل
حاصل ایمان احدیت ہے یہہ
اتقا و زہد ہے جس کا ثمر
پائیداری جس سے رہتی ہے مدام
نخل ایمان کو ہے جس سے آب و تاب
چاہنا ہر دم سرور مومنان
برگ ہین اسکے پسندیدہ صفات
اور کافر کا ہے دوزخ مین مکان

بیان مذمت فریب شیطان

جانتا ہون تجھکو اے نفس پلید
توہے مخفی یار شیطان علیہ

ہے مراد دشمن تو شیطانِ لعین
تو مگر دہوکا نہ مجھکو دے کہین

ہے مراد وہ دشمنِ روزِ الست
لیکن اوسکا تو نہ بنجا زور دست

کچھ نہ شیطان کا چلیگا مکر و کید
نفس کو لائق کیا گر تونے قید

نفس تیرا تجھپہ گر غالب ہوا
زینت دنیا پہ تو راغب ہوا

تجھ سے سرزد ہون گے افعال قبیح
تیرے لب پر ہون گے اقوال قبیح

نفس سے اپنے کریگا گر جہاد
دین و دنیا مین تجھے ہو گا مفاد

تب کریگا تو حذر شیطان سے
اور بچیگا ہر طرح نقصان سے

قصہ آدمؑ نہین تو نے سُنا
اوسنے ابلیس لعین نے کیا کیا

حضرت آدمؑ بنے جب خاک سے
تہا منور جسم نور پاک سے

بعد آدمؑ خلقتِ حوّا ہوئی
دیکہکر آدمؑ ہوے بیحد خوشی

تب کہا حق نے نہ اب وقفہ کرین
سب ملک اسکے لئے سجدہ کرین

تب کیا ابلیس نے دلمین گمان
مجہسے آدمؑ کو بہلا نسبت کہان

آگ سے مین اور وہ ہے خاک سے
اسکو کیا نسبت مری ادراک سے

الغرض سب نے کیا سجدہ ادا
پر نہ سجدہ کے لئے شیطان جہکا

یہ تکبر دیکہکر شیطان کا تب
حق نے فرمایا بصد قہر و غضب

حکم سے میرے کیا کیون انحراف
دل مین جو کچہ ہو بیان کر صاف صاف

وسنے اپنا جب کیا اظہار حال
یہ ہوا حکم خدائے ذوالجلال

تونے نافرمانی کی اے پُر دغل
تو بہشت و آسمان سے اب نکل

راندۂ درگاہ تو مردود ہے
باب رحمت تجہپر اب مسدود ہے

آدمؑ و حوا کو پہنچا یہ پیام
خلد رہنے کا تمہارے ہے مقام

باغ جنت کی کرو ہر وقت سیر
رکہتا ہے شیطان لیکن تم سے بیر

اسلئے میری ہے تاکید اکید
ہے تمہارا دشمن ابلیس عنید

کر چلیگا تمپر اوسکا مکر و زور
اس ریاض خلد سے تم ہونگے دور

نخل ممنوعہ کی قربت مین نجاؤ
پہل کوئی زنہار تم اوسکا نکہاؤ

سبکہ تہا ابلیس ملعون اشد
بہڑکی اوسکی آتش بغض و حسد

ہوکے تب وہ سانپ کے منہ مین نہان
آیا حوا کے قرین بین جنبان

کچہ ہوی حوا سے ایسی گفتگو
آگئی ترغیب مین وہ نیک خو

بسکہ تہی دہوکے مین حوا آگیئن
قول پر شیطان کے گندم کہا گیئن

وسمین سے آدمؑ کو بہی لاکر دے
حکم حق سے سر بسر غافل ہوئے

کہنے مین حوا کے ایسے آگئے
حضرت آدمؑ بہی گندم کہا گئے

کھاتے ہی گندم بہت نادم ہوے | بول اوٹھے افسوس ہم آثم ہوے

ترک اولے گئے ہوے جب مرتکب | جسم نورانی ہوا سب منقلب

ہوگیا بس دور نورانی لباس | ہوگیا طاری بہت خوف وہراس

آدم و حوّا ہوئے گریہ کنان | حکم حق سے آئے بیرون جنان

سن چکا تو آدم و حوّا کا ذکر | تجہکو بھی چاہیئے کی اوسکو بھی فکر

کیا ہوا کمبخت کچھ تو شرم کر | کچھ تو کر اللہ کا خوف و خطر

نفس کی اپنے نکر تو بندگی | حشر مین ہوگی تجھے شرمندگی

دو ملک ہین دونو کاندہونپر سوار | لکھتے ہین نیکی بدی لیل و نہار

کر رہا ہے روز و شب جو جو گناہ | تیرے اعضا و جوارح ہین گواہ

مستعد ہو گر کسی بھی کام پر | پہلے اوسکے غور کر انجام پر

خواہش دنیا پہ تو مائل نہو | عاقبت کی فکر سے غافل نہو

بیان مذمت دنیاے بے ثبات

راغب دنیا ہے اے نفس پلید | تو اوٹھائیگا بہت رنج شدید

عقد مین تو زال دنیا کو نہ لا | ہے نہایت بیوفا یہ بیسوا

حب دنیا دل سے تو اپنے نکال | زینت دنیاے دون پر خاک ڈال

دیکھہ مائل ہو نہ دنیا کی طرف   تا نہو انجام تیرا پر اسف

پر دغا دنیا ہے مانند سراب   دور سے جیسے نظر آتا ہے آب

جائیں جب نزدیک تو پانی نہین   اصل مین ہے خشک ریتی کی زمین

زندگی انسان کی ہے مثل حباب   حال دنیا ہے کہانی یا ہے خواب

عاقلون نے خوب یہہ دی ہے مثال   زندگی کو اسطرح کر تو خیال

آیا ہے دنیا مین تو جس روز سے   پیٹھہ دنیا سے ہے تو پھیرے ہوئے

گویا منہ تیرا طرف عقبیٰ کے ہے   کر رہا ہے منزل عقبیٰ کو طے

ساتھہ رکھہ لے کچھہ تو زادِ آخرت   تا کہ حاصل ہو مفادِ آخرت

توشۂ عقبیٰ کمر سے باندہ لے   تو کفن کو اپنے سر سے باندہ لے

یعنے رہ تیار جانیکے لئے   موت ہے اک روز آنیکے لئے

کار ہائے خیر کر ہو جس قدر   ایکدن ملکِ عدم کا ہے سفر

بیوفا ایسی عروس دہر ہے   مہر جسکی شوہرونکو قہر ہے

ایک حالت پر نہیں دنیای دون   طالب دنیا کی حالت ہے زبون

ہے یہ دنیا عرصہ گاہِ امتحان   شادی و غم ہیں ہمیشہ توامان

ہر گھڑی ہے موت تیری تاک مین   ایکدن جانا ہے تجھکو خاک مین

یہہ نہین ہوتی ہے ہرگز صبح و شام   زندگانی ہو رہی ہے اختتام

گر نہو دنیا موافق کرنہ رنج   ہاتھ سے ہرگز نکھو عقبی کا گنج

تارک دنیا ہی کہتے ہین سب   ہے یہہ جیفہ فایدہ اس سے ہے کب

گذرے کیسے کیسے شاہان سلف   ہوگئی ہے سلطنت اُنکی تلف

خسرو و نوشیروان و کیقباد   کسکو دنیا سے ہوا آخر مفاد

عرصۂ عالم مین جو تھے پہلوان   خاک مین وہ ملگئے کیا کیا جوان

سام و زال و رستم و افراسیاب   مرمٹے یہہ ہوگیا ہے انقلاب

پر جگر اشجع بہادر صف شکن   ہوگئے ہین خاک ان سبکے بدن

کیسے کیسے دہر سے اُٹھے حکیم   رکھتے تھے جو حکمت و عقل سلیم

کس جگہہ ڈہونڈین کہان پائین پتا   بو علی سینا و جالینوس کا

سلطنت تھی جنکی کل ہین وہ نہ آج   بادشاہو نکا نہ ہے وہ تخت و تاج

زیب تن کرتے تھے جو شاہ و وزیر   اطلس و کمخواب و دیبا و حریر

ٹانکتے تھے جو گہر پوشاک مین   انکو دنیا نے ملایا خاک مین

آج سوتے ہین وہ سب زیر زمین   پوچھنے والا کوئی اُن کا نہین

ہوگئے ہین چور سارے استخوان   قبر کا باقی نہین نام و نشان

بسکہ یہہ مردار دنیا ہے خراب — طالبون کو اسکے کہتے ہین کلاب
چھوڑ دے لہو و لعب دنیا کے سب — ہین یہی تیری خرابی کا سبب
خواب غفلت مین عبث سوتا ہے تو — عمر اپنی کیون عبث کھوتا ہے تو
طفل ہو یا ہو جوان یا ہو مُسِن — موت سے کوئی نہین ہے مطمئن
کیا خبر کسوقت آئیگی اجل — زندگانی مین پڑے گا کب خلل
باوجود اسکے ہے پھر کیا کیا خیال — کر رہا ہے جمع تو مال و منال
ہے ہمیشہ فکرِ تعمیرِ مکان — پہ بنا لے قبر یہہ دُھن ہی کہان
عمر طولانی کی رکھتا ہے امید — چاہتا ہے دہر سے ہو مستفید
ہے تمنا اور کیا کیا آرزو — مال دنیا کی ہے کیا کیا جستجو
رات دن رہتی ہے فکر عز و جاہ — ہے اسی دُھن مین تری حالت تباہ
تیرے دلکو ہے یہ ناحق انتشار — ہے ترا سر ایک اور سودے ہزار
اسقدر غالب ہوئی دنیا کی فکر — ترک تو نے کر دیا خالق کا ذکر
زینت دنیا پہ مائل ہو گیا — بندگی سے اوسکی غافل ہو گیا
یاد رکھہ یہ سب اگر ہے نیک ذات — دیکھہ غافل کے یہ ہوتے ہین صفات
کاہلی و شک جو طاعت مین کری — یاد خالق سے جو بے پروا رہے

نیک کامون کو عمل مین جو نہ لائے
وقت جب آئے تو اونکو پچھتائے

فکر دنیا کی ہو یا ہو کوئی کھیل
ساتھ اوسکے ہے نہایت تجھکو میل

تو ہمیشہ دیکھتا ہے ناچ رنگ
تجھکو بھاتی ہے صدائے عود و چنگ

روز و شب بڑھتا ہے تیرا اشتیاق
تجھکو اک ساعت بغیر اوسکے ہے شاق

طالب دنیا کی یہ ہے اک مثال
موت کا جسکو نہو ہرگز خیال

اسطرح سے اوسکا ہے حال خراب
ہو کہ مین اوسکی گویا اک طناب

اوس کنوئین مین ہو وہ آویزان و خوار
اژدہا کرتا ہو جس مین انتظار

موش دو ہون ایک کالا اک سفید
کرتے ہون رسی کو وہ قطع و برید

شہد تھوڑا ہو لگا اوس چاہ پر
مکھیان ہون جمع اوسپر سر بسر

کی نظر نیچے تو کیا ہے دیکھتا
اژدہا بیٹھا ہے منہ کھولا ہوا

دیکھتا ہے پاس سے اوپر اگر
چوہے ہے رسی کو کترتے ہین اودہر

باوجود اسکے ہے راغب شہد کا
چاہتا ہے حلق ہو میٹھا ذرا

چاہ ہے گویا کہ دہر بد صفات
اور وہ رسی ہے انسانکی حیات

جسکو اژدر ہے کہا وہ ہے اجل
زندگی مین ڈالتی ہے جو خلل

موش وہ دو رنگ کے ہین صبح و شام
عمر کی ڈوری کترتے ہین مدام

نیک کامون کو عمل مین جو نہ لائے | وقت جب آئے تو اونکو ہو لیجائے

فکر دنیا کی ہو یا ہو کوئی کھیل | ساتھ اوسکے ہے نہایت تجھکو میل

تو ہمیشہ دیکھتا ہے ناچ رنگ | تجھکو بہاتی ہے صدا بوق و چنگ

روز و شب بڑھتا ہے تیرا اشتیاق | تجھکو اک ساعت بغیر اسکے ہے شاق

طالب دنیا کی یہ ہے اک مثال | موت کا جسکو نہو ہرگز خیال

اسطرح سے اوسکا ہے حال خراب | ہو کنوین مین اوسکی گویا اک طناب

اوس کنوین مین ہو وہ آویزان و خوار | اژدہا کرتا ہو جس مین انتظار

موش دو ہون ایک کالا اک سفید | کرتے ہون رسی کو وہ قطع و برید

شہد تھوڑا ہو لگا اوس چاہ پر | مکھیان ہون جمع اوسپر سر بسر

کی نظر نیچے تو کیا ہے دیکھتا | اژدہا بیٹھا ہے منہ کھولا ہوا

دیکھتا ہے پاس سے اوپر اگر | چوہے رسی کو کترتے ہین اوہر

باوجود اسکے ہے راغب شہد کا | چاہتا ہے حلق ہو میٹھا ذرا

چاہ ہے گویا کہ دہر بد صفات | اور وہ رسی ہے انسانکی حیات

جسکو اژدر ہے کہا وہ ہے اجل | زندگی مین ڈالتی ہے جو خلل

موش وہ دو رنگ کے ہین صبح و شام | عمر کی ڈوری کترتے ہین مدام

شہد ہے دنیائے دون کی لذتین — جن مین صد ہا رنج صد ہا آفتین

طالب دنیا ہے وہ ہر اک مگس — کچھ نہین ہے جسکو فکر پیش و پس

کیجیو دنیا کو حاصل اس قدر — جس سے عقبیٰ کو نہ پہنچے کچھ ضرر

ہاتھ سے دنیا کو کھو کر تو نہ بیٹھ — مفلس و محتاج ہو کر تو نہ بیٹھ

آخرت کو کھو نہ دنیا کے لئے — پر معاصی ہو نہ دنیا کے لئے

لیکے دے دنیا کو عقبیٰ کے عوض — منتفع دونون سے ہو تو الغرض

ہے یہ دنیا ایک دریائے عمیق — آشنا اسکے ہوئے لاکھون غریق

اس سے گر منظور ہے پانا نجات — نیک ہو جائین ترے سارے صفات

جان لے ایمان کو کشتی بیگمان — اور توکل کا بنا لے بادبان

عقل کو اپنی بنا تو ناخدا — جسکا لنگر ہے مشقت اور بلا

خواہشات دنیوی کو ترک کر — گرد سے عصیان کے دامن کو نہ بھر

بے محل حد سے زیادہ ہو جو شاد — اور جو کھائے بہت سوئے زیاد

اہل دنیا کے یہ ہوتے ہین صفات — چاہیے ان سے بری مومن کی ذات

چھوڑ دے دنیا مین تو اوس کام کو — نفع جس مین آخرت کا کچھ نہو

الغرض ہے زندگانی بے ثبات — کچھ تو ہوئے باقیات الصالحات

بیان مذمت جمع نمودن مال و زر

خواہش زر کیون ہے اے خانہ خراب
تو نہ پاوے گا کبھی راہ صواب

رنج دینگے تجھکو یہ اموال و زر
دین و ایمان سے ہے بہہ جانیکا ڈر

مالداری کیون نہو دنیا مین بد
اہل دنیا کرتے ہین بغض و حسد

خرچ ہو زاید اگر آمد ہو کم
تجھکو سہنا ہوئیگا رنج و الم

بیضرورت بھی نہ ہرگز صرف کر
اک نہ اکدن مفلسی کا ہے خطر

یہ مثل صادق نہ آئے بیگمان
قوت دانایان ہے مال احمقان

خرچ بیجا کرکے تو مسرف نہ بن
دوست مسرف کا نہین رب زمن

ہے علامت یہ ہر اک اسراف کی
عاقلون نے ہین کتابون مین لکھی

کھائے پہنے یا کھلائے ایسی شئے
جو نہین اوسکے قرین حال ہے

خرچ کم رکھ ہو اگر آمد زیاد
تا رہے تو زندگی بھر اپنی شاد

یہ مثل مشہور ہے تجھکو سناؤن
جتنی چادر ہے تو پھیلا اوتنا پاؤن

خرچ مین زر کے ہے لازم اعتدال
تا کہ آخر مین نہو تجھکو ملال

مال و زر حق نے دیا تجھکو اگر
لازمی اپنے لئے تو صرف کر

رکھ اٹھا کر اوسکو جو بچ کے رہے
تا وہ پسماندونکی خاطر رہے

اوس مین ہے یون دے خدا کی راہ مین
جس طرح آیا کلام اللہ مین

اول ذوی القربیٰ کو دے پہلے پہل
جو کہ مفلس ہون بعین اہل دل

دوسرا درجہ یتیمون کا ہے بس
کر عنایت اونکو جو ہو دسترس

تیسرے وہ مستحق مسکین ہین
اہل اسلام اور جو رکہتے دین ہین

درجہ چارم مین ہے ابن السبیل
ہو مسافر کی بھی یعنے کچہ سبیل

دے مطابق شرع کے خمس و زکوات
آخرت مین تا کہ ہو تیری نجات

ہے ترا کس کام کا یہہ مال و زر
مستحق گر ہون نہ اس سے بہرہ ور

مال و زر سے کوئی امیر ہو
تا جنان کی تجہکو حاصل سیر ہو

ہے اگر زردار رکہہ دل کو غنی
ہے غنی وہ جسکا دل بھی ہو غنی

جو کوئی ہوگا سخی و حق شناس
رہنے پائیگا نہین زر اوسکے پاس

دے گا غیر مستحق کو تو اگر
روز محشر تو اوٹھائیگا ضرر

خواہش دولت سے کر تو اجتناب
عاقبت تیری نہ ہو جائے خراب

حشر مین گر چاہتا ہے اپنی خیر
صرف مین ہرگز نہ لا تو مال غیر

کر تلف ہرگز نہ حق الناس کو
تا عذاب آخرت تجہپر نہ ہو

دیکہہ تو ہرگز نہ کہا مال یتیم
ورنہ ہوگا تو جہنم مین مقیم

دشمنی ہے مال و زر کی دوستی | اور نہ زوجہ کی پسر کی دوستی

اس سے سرزد ہوتے ہین فسق و فجور | اور فکر عاقبت رہتی ہے دور

جمع کر رکھنے سے ہے کیا فایدا | اک نہ اکدن چھوڑ کر مر جائیگا

کر ذرا تو اپنے دل مین فکر و غور | کو بنا یہہ عقلمندی کا ہے طور

جمع زر کرنے مین تو آفت اٹھائے | خرچ کر کے دوسرا راحت اوٹھائے

یاد رکھ محشر مین ہے خانہ خراب | دینا ہوگا ذرّے ذرّے کا حساب

حال قارون کیا نہین تو نے سنا | مال و زر آخر کو اوسکا کیا ہوا

تھے خزانے سیم و زر کے اسقدر | کنجیان جنکی سے کرے بار شتر

دولت دنیا تھی بیحد و حساب | دین موسیٰ پر نہ تھا خانہ خراب

بادۂ دولت سے وہ مخمور تھا | اپنی ثروت پر زبس مغرور تھا

حکم موسیٰ پر نہ کی کچھ اعتنا | ہر گھڑی دیتا رہا رنج و عنا

دیدیا موسیٰ نے جب حکم زکوات | تھا زبس قارون لئیم و بدصفات

حکم موسیٰ سنکے کہایا پیچ و تاب | بسکہ زر تھا پاس وسکے بیحساب

دلمین بولا جائیگی دولت کثیر | دون زکوات اسکی اگر مین ناگزیر

زر کے دینے مین تہا بیحد وہ بخیل | عبد سیم و زر تھا بیحد وہ رذیل

ہوگیا یہ امر اُسکو ناگوار ‏ منہ سے بد کہنے لگا وہ نابکار

سُنکے موسیٰؑ کو ہوا رنج و ملال ‏ ہاتھ اوٹھا کر کی دعا یا ذوالجلال

گر نزول قہر قارون پر نہین ‏ پس مین گویا تیرا پیغمبر نہین

غیب سے اوسوقت آئی یہ ندا ‏ ہے تمھارے حکم مین ارض و سما

حکم دیدو تمکو جو منظور ہو ‏ شاد ہو کسواسطے رنجور ہو

سُنکے موسیٰ آئے قارون کے قرین ‏ قہر حق لائے ہوا اوسکو یقین

دیکھکر قارون ہوا خائف کمال ‏ ہوگیا اوسکو نہایت انفعال

رحم اور خوشی کی دی کیا کیا قسم ‏ رو کے چلانے لگا کیجے کرم

پر نہ موسیٰؑ انے کیا کچھ دھیان یہ ‏ بس زمین کو دیدیا فرمان یہ

ساتھ مال و زر کے اسکو غرق کر ‏ تا نہ پائے یہ اپنی خیرہ سر

حکم موسیٰؑ اسکا زمین نے جب سُنا ‏ غرق مال و زر کے ساتھ اُسکو کیا

سُن چکا قارون کا تو نے تذکرا ‏ دولت دنیا سے ہاتھ اپنا اُٹھا

جمع کر ہر وقت گنج آخرت ‏ تا اُٹھانا ہو نہ رنج آخرت

حیف ہے کچھ بھی نہین تجھکو خیال ‏ حشر مین پوچھیگا تجھسے ذوالجلال

عمر کی تو نے بسر کس کام کی ‏ تو نے کیا تعمیل کی احکام کی

کس جگہ سے تو نے زر پیدا کیا　　تو نے پھر خرچ اوسکو کس کس مین کیا

ان سوالون کا تو دیگا کیا جواب　　اوس دم آویگا تجھے کیا کیا حجاب

درہم و دینار کو روز ازل　　دیکھکر شیطان نے از راہ حیل

چوما اور آنکھون پہ رکھکر یہ کہا　　عشق مین سب اسکے ہونگے مبتلا

کچھ نہ حکم حق عمل مین لاوینگے　　میری دام مکر مین آجاوینگے

تجھکو ہو منظور گر ہو مالدار　　کر امانتداری کو تو اختیار

ہاتھ سے جو چیز جاوے غم نہ کھا　　پاوے جو کچھ اوسپہ تو کر اکتفا

کر قناعت جو تجھے ہو مرحمت　　ہے قناعت مین نہایت منفعت

امر کوئی ہو جو تجھکو ناپسند　　دوسرون کے بھی لئے ہو ناپسند

رہ خدا کے حکم کی تعمیل مین　　دولت عقبےٰ کی رہ تحصیل مین

بیان طاعت و بندگی

ای دل نادان اگر کچھ ہے تمیز　　تو نکر ضایع کبھی عمر عزیز

وقت کو ہرگز نکھو بیکار تو　　پھر نہین آتا پلٹ کر آب جو

سن نصیحت کو پراگندہ نہو　　تو نہین ابلیس کا بندہ نہو

پڑھ نماز پنجگانہ وقت پر　　اجر کو ضایع فضیلت کے نکر

رات کی ہو یا کہ ہو دن کی نماز — ہے سدا معراج مومن کی نماز

حاصل اس سے کیون نہو قرب خدا — کیون کہ وہ رہتا ہے شیطان سے جدا

رونق دین رکن ایمان ہے نماز — رحمتِ حق راہِ عرفان ہے نماز

حشر مین بخشائیگی تجھکو یہی — خلد مین لیجائیگی تجھکو یہی

سر جھکا اپنا تو بہر بندگی — تا کہ عقبےٰ مین نہو شرمندگی

قلب کو کر یادِ خالق مین رجوع — کر عبادت اوسکی تا با صد خشوع

یہ سمجھلے سامنے گویا ہے وہ — تیرے ہر اک فعل کا بینا ہے وہ

بندگی سے تجھکو حاصل ہو سرور — رستگاری پائے تا یوم النشور

ہو صلوٰۃ و صوم اگر تجھسے قضا — پا کے فرصت جلد کر لے تو ادا

الغرض ہے تاک مین تیری اجل — تو نہ مر جائے کہین اے بد عمل

دہر دو دن کی ہو گئی الفت تجھے — پھر نہو گی کسطرح غفلت تجھے

یاد دوزخ کی تجھے آتی نہین — کچھ طبیعت تیری گھبراتی نہین

کار دنیا سے نہین فرصت کبھی — کس طرح سے ہو گی پھر طاعت کبھی

گر کبھی مائل طبیعت ہو گئی — ختم یون تیری عبادت ہو گئی

ہو کے استادہ اقامت کے لئے — ہاتھ اٹھاتا ہے جو نیت کے لئے

تجھکو کیا کیا آتے ہین وسوسہ خیال
طاعت حق تجھکو ہوتی ہے وبال

حکم شارع کے تو کرتا ہے خلاف
حرف تک مُنہ سے نہین کہتا ہی صاف

فکر رہتی ہے کہ ہو بس اختتام
جلد فارغ ہون کہین پڑھکر سلام

یون نماز حق تو پڑھتا ہی سدا
رسم دنیا جیسی کرتے ہین ادا

کب حضور قلب سے کی بندگی
حیف ہے ہوتی نہین شرمندگی

فکر دنیا مین جو تو مشغول ہو
تیری طاعت کسطرح مقبول ہو

طاعت یحییٰؑ کا لکھا ہے یہ حال
تھے نہ حضرت صاحب اہل و عیال

جب کھڑے رہتے تھے وہ بہر نماز
اس قدر ہوتا تھا خوف بے نیاز

کانپتا تھا بید کے مانند جسم
لب پہ جب اللہ کا آتا تھا اسم

راتدن روتے تھے ایسا زار زار
ہو گئے مجروح تھے دونون عذار

جسم مین رکھتے تھے بالونکا لباس
کرتے تھے بالونکی ٹوپی زیب راس

پیٹ بھر ہرگز نہ کھاتے تھے غذا
سو کھکر کانٹا بنے تھے دست و پا

ہو گئے تھے اس قدر وہ ناتوان
جسم سے باہر تھے سارے استخوان

روزہ دار و زاہد و طاعت گذار
متقی و عابد و پرہیزگار

مثل تھا انکا نہ کوئی عہد مین
تھے ہمیشہ نیکیون کے جہد مین

سن چکا تو حضرت یحییٰ کا ذکر ۔ طاعت حق کی ہمیشہ رکھ تو فکر

کر عبادت پر نہ ہرگز تو غرور ۔ یہ صفت شیطان کی ہے رہ اس سے دور

جانتے ہین اسکو بد جو ہین عقیل ۔ وہ کبھی ہوتے نہین خوار و ذلیل

چاہیئے خوف کریم بے نیاز ۔ عمر بھر گو تو رہے صرف نماز

بندگی تیری نہ شاید ہو قبول ۔ رہ ہمیشہ پر خطر دایم ملول

گر ترے عصیان ہین بیحد بیشمار ۔ رحمت خالق کا رہ امیدوار

کیا عجب ہے بخشدے تجھکو رحیم ۔ کیا عجب بھیجے نہ دوزخ مین کریم

بیان مذمت روزی حرام

حیف اے نفس دنی ناحق شناس ۔ حکم حق کا کب کیا ہے تو نے پاس

اختیار ایسے کئے ہین تو نے کام ۔ جسکو فرمایا ہے شارع نے حرام

راغب دنیا ہوا تو اس قدر ۔ عاقبت کا کچھ نہین خوف و خطر

ہر کسی سے مانگتا ہے بے ادب ۔ جو طلب کرنا ہو کر اوس سے طلب

ہے یہ ارشاد جناب کردگار ۔ مجھ سے روزی کا اگر ہے خواستگار

تجھکو پہونچا دونگا وہ رزق حلال ۔ تجھکو ذرا بھی نہو جس کا خیال

تو ہو گر راغب سوئے کسب حرام ۔ قوت جایز نہین پھر تجھکو کام

تجھکو ملجائے جو قوت لایموت — شکر کر اللہ کا اور کر سکوت

حرص کرکے ہو نہ محروم کرم — اپنے حق مین تو نکر ظلم و ستم

کاہلی ھے کسلئے کیون تو ہے سست — باندھ لے اپنی کمر ہمت کی چست

گھر مین کیا بیٹھا ھے تو اے پر دغل — مرد میدان ھے تو میدان مین نکل

جستجو کر اوسپہ رکھ دار و مدار — دیکھ کیا کرتا ھے پھر پروردگار

بڑھ کے ھے مان باپ سے بھی مہربان — وہ خبر لیتا ھے تیری ہر زمان

بطن مادر مین تری کی پرورش — تجھکو بھیجا واہان قوت و خورش

اوس جگہ تیرا محافظ وہ رہا — جس جگہ کوئی خبرگیران نتھا

کی حفاظت تیری ہر دکھ درد سے — اور بچایا تجھکو گرم و سرد سے

خیر سے جب نو مھینے کا ہوا — پیٹ سے مان کے تجھے پیدا کیا

شیر مادر روزی ٹھرائی تری — بڑھتی جائے تا توانائی تری

باپ کو مان کو محبت اوسنے دی — تا بخوبی پرورش ہووے تری

روز و شب رکھتے تری ہر اک خبر — چلنے پھرنے مین نہ پہنچے کچھ ضرر

ظاہرا پالا تجھے مان باپ نے — تا جوانی ناز تیرے سب سہے

عقل جب آئی تو آفت مین پڑا — فکر روزی و معیشت مین پڑا

غیر سے تو نے کہا سب اپنا حال
حیف ہے تجھکو نہ آیا کچھ خیال

پرورش جسنے کہ طفلی مین ہے کی
مجھکو پہنچائیگا رزق اب بھی وہی

مدعا ہر ایک سے کیون کر کہون
دوست کا غیرون سے کیون شکوہ کرون

حیف ہے سمجھا نہین رازق ہے وہ
لایقِ طاعت مرا خالق ہے وہ

رزق دیتا ہے ہمین ہر حال مین
بندگی یا معصیت اُسکی کرین

غیر جایز رزق سے کر اجتناب
تا دعا بھی تیری ہووے مستجاب

گر کبھی کھائیگا تو رزقِ حرام
ہوگا بعد از مرگ دوزخ مین مقام

بیان مذمت ظُلم و جور

کیا ہوا ہے تجھکو نفسِ بے تمیز
کوئی بندہ ہو ترا یا ہو کنیز

وقت پر جسدم بجا لائے نہ کام
مارتا ہے اُسکو بہرِ انتقام

اون سے سرزد ہو اگر کوئی خطا
تو خفا ہوتا ہے دیتا ہے سزا

غیظ مین کہتا ہے اُنکو سخت و سُست
لب پر آتے ہین کلام نادرست

کر رہا ہے جو خلافِ حکمِ رب
کیون نہو تو لایقِ غیظ و غضب

لیکن اسکا کچھ نہین تجھکو خیال
ہوئیگا محشر مین تیرا کیا مآل

خوب ہے یہہ قولِ لقمانِ حکیم
جانتے ہین اسکو سب جو ہین فہیم

دوسرے پر نہ کر کبھی تو ظلم و جور — بلکہ اپنے نفس پر بھی کر تو غور

ظلم بیجا آخر دکھائیگا اثر — اک نہ اک دن تجھکو پہنچیگا ضرر

ہے ملازم یا کوئی مملوک ہو — دایم اونسے کر سلوک اے نیکخو

دے کسیکو بھی نہ رنج و غم کبھی — اور نہ ہو آشفتہ و برہم کبھی

کر کسی سے بھی نہ بیجا گفتگو — اور کسیکو بھی نہ دے دشنام تو

دے نہ ایذا اونکو جو محکوم ہین — تابع فرمان ہین وہ مظلوم ہین

دل پہ قابو رکھ تو ہنگام غضب — تا نہ ہو جائے تو عاصی پیش رب

حاکم ظالم کے ہمسایہ سے ڈر — اک نہ اک دن جانکا ہے بس خطر

بیگناہون کو نہ ہرگز تو ستا — آہ مظلومونکی ہے قہر خدا

بیان تعریف دوستی و اقسام دوستان و مذمت عداوت و اقسام دشمنان و مذمت صحبت بد

سمجھ لے نادان نفس بیخرد — تو کسی سے بھی نہ رکھ بغض و حسد

سب بھی کم ہے سیکڑون ہون دوست گر — ایک بھی دشمن زیادہ ہے مگر

ہے زمانے مین اگر تو بختیار — ہر کسی سے دوستی کر اختیار

تو اگر اپنا رکھیگا یہ طریق — غیر بھی ہو جاینگے تیرے رفیق

دشمنون سے بھی رکھا کر اتفاق ‏ تا نہ پہنچے ضرر اونکا نفاق

اوس سے دوری کا کبھی طالب نہو ‏ پا کے فرصت وہ کہین غالب نہو

سامنے آجائے گر تیرا عدو ‏ دیکھکر اُسکو نہو تو ترشرو

تجھ سے ملنے مین اگر سبقت کرے ‏ ظاہرا عزت کرے شفقت کرے

تو بھی اُسکی طرح کر لطف و کرم ‏ پر نہ ظاہر کر گذشتہ رنج و غم

چاپلوسی پر نہ اوسکی بھول جا ‏ باخبر رہ اور دہوکے مین نہ آ

عاقل و دانا عدو ہوتا ہے جو ‏ گو نہین کرتا ہے ظاہر رنج کو

پر خرابی کی تری رکھتا ہے دُھن ‏ اس نصیحت کو تو گوش دل سے سُن

دے اگر کوئی تجھے گاہے فریب ‏ لے نہ بدلا اور کر صبر و شکیب

ہر کسی سے جو کوئی غیبت کرے ‏ سامنے آجائے تو مدحت کرے

گر مصیبت مین کوئی ہو مبتلا ‏ دیکھکر دل مین ہو خوش بے انتہا

جس مین ایسے بد خصائل ہون نہان ‏ اُسکو کہتا ہے منافق سب جہان

جو کہ ہے بے عقل پند اُسکو نکر ‏ کیونکہ کچھ اُسکو نہین ہوتا اثر

بلکہ ہو جاتا ہے وہ تیرا عدو ‏ دور اُس سے رہ اگر عاقل ہے تو

عاقلون کی دشمنی سے تو نڈر ‏ دوستی سے جاہلونکی کر حذر

تین قسمون کے محب ہین یاد رکھ ॥ آپکو صحبت سے ان کی شاد رکھ

دوست اک ہے وہ نہو جو خود غرض ॥ ساتھ دے ہو مفلسی یا ہو مرض

وقت بد مین جو شریک حال ہو ॥ نذر کر دے جان ہو یا مال ہو

دوسرا وہ دوست جو ہو دوست کا ॥ دوست ہے۔ دشمن کا دشمن تیسرا

دشمنون کے تین بھی اقسام ہین ॥ جو نہایت بد مین نافرجام ہین

اولاً وہ ہے جو ہو نقصان کا ॥ آبرو کا اور تیری جان کا

دوسرا دشمن ہے۔ دشمن دوست کا ॥ دوست دشمن کا ہے۔ دشمن تیسرا

بدچلن کا ہو نہ ہرگز ہمنشین ॥ ہو اثر اسکا نہ تجھ مین بھی کہین

صحبت بد سے تو عزلت خوب ہے ॥ نیک صحبت سے حذر معیوب ہے

قول سعدی کیا بھلا ہے واہ وا ॥ جو گلستان مین لکھا ہے برملا

نوح کا بیٹا بدون مین جب ملا ॥ خاندان کو گم نبوت کے کیا

کہف کے اصحاب مین سگ بیٹھکر ॥ ہو گیا انسان گو تھا جانور

صحبت بد سے ہمیشہ کر حذر ॥ صحبت بد مین ہمیشہ ہے خطر

بیان حقوق والدین و اولاد و حسن خلق

ہے اگر میل تو خواہان شرف ॥ حق کسی کا بھی نکر ہرگز تلف

رکھ نظر مین تو حقوق والدین — دین اور دنیا مین تا حاصل ہو چین

کیجیو پیوستہ نیک انسے سلوک — لا اطاعت مین نہ انکی کچھہ شکوک

جان و دل سے مان تو انکا کہا — آخرت مین تا کہ ہو تیرا بھلا

جس سے ہو جاوینگے ناخوش باپ مان — وہ نہ سونگھیگا کبھی بوئے جنان

ہے یہہ قول راویانِ معتبر — اسکو کرتا ہون بیان مین مختصر

ہو گئے یوسف عزیز مصر جب — باپ اور مان کی نکی تعظیم تب

غیظ مین یہہ حکم خالق کا ہوا — نخوہ تونے پادشاہی پر کیا

باپ مان کی تونے جو عزت نکی — نسل سے تیری نہوگا اب نبی

باپ کی اور مان کی تو تعظیم کر — جو کہین اسکو بجان تسلیم کر

جو بزرگون کا کریگا احترام — دین و دنیا مین وہ ہوگا نیکنام

یاد آیا ایک قصۂ برمحل — نظم کرتا ہون مین کر اوسپر عمل

گذرے ہین جو خوش صفات و نیکذات — دونون عالم سے ہوئی جنکی نجات

الغرض تھے تین اصحاب رقیم — راستہ چلتے تھے وہ بخوف و بیم

چرخ سے پڑنے لگا مینہ یکبیک — برق کی ہونے لگی ہر سو چمک

سامنے آیا نظر کوہ بلند — غار اک بہر امان آیا پسند

ہوتے ہی اوس غار مین جاکر نہان
حکم حق سے ڈھہگیا سنگ گران

بند جسدم ہوگیا منہ غار کا
باہر آنے کا نہ پایا راستا

ایک اونمین سے یہ بولا خوش صفات
راستگوئی دیگی ہم سبکو نجات

جسنے عند الحق کیا ہو کار نیک
اسکو ظاہر اسگھڑی کر دے ہر ایک

غالبا ہمسکو رہائی دے خدا
ہو قبول اسکے سبب شاید دعا

سنکے اون مین سے یہ بولا اک جوان
تھے ضعیف و پیر میرے باپ مان

ایک زوجہ تھے کئی لڑکے صغیر
اور رکھتا مین گلہ بانی کا اجیر

دسترس ہوتا جو کچھ بھر طعام
لیکر آتا اپنے گھر مین وقت شام

پہلے کھا لیتے جو میرے والدین
بعد مین اہلیہ جملہ نور عین

دیر سے اکروز آیا مین جو گھر
اتفاقا سو گئے مادر پدر

مینے دیکھا جبکہ وہ ہین خواب مین
رات گذری میری پیچ و تاب مین

اس قدر مجکو رہا پاس ادب
کر سکا انکو نہ مین بیدار تب

لیکے ہاتھون پر سرہانے جام شیر
منتظر بیٹھا ہوئی وہ شب اخیر

باپ مان شب بھر اودھر سوتے رہے
بھوک سے لڑکے ادھر روتے رہے

پہلے لڑکون کو مین کچھ دون ذرا
یہ نتھین زنہار مجھسے ہو سکا

واسطے تیری رضا کے اے غفور — ہوگیا اس امر کا مجھ سے ظہور

غار سے سنگ گرانکو دور کر — تاکہ نور آسمان آئے نظر

ہوگئی مقبول بس اُسکی دعا — تھوڑا پتھر سامنے سے ہٹگیا

دوسرا پھر اُٹھکے یون کہنے لگا — دختر عم اک مری تھی مہ لقا

تھی محبت مجھکو جو اوس سے زیاد — دیکھکر ہوتا تھا بیحد اُسکو شاد

ناگہان بس آگیا دل مین خیال — وصل کا اُس سے کیا مینے سوال

اُسنے گو ظاہر کیا انکار بھی — پر کیا اس شرط سے اقرار بھی

لاکے دیگا گر مجھے سو اشرفی — وصل پر مین ہونگی راضی اُسگھڑی

جمع کرکے مینے با صد جستجو — رکھدیا جس وقت اوسکے روبرو

اور کہا اب کیجیو وعدہ وفا — اُسنے تب رو روکے یہ مجھسے کہا

ہے تجھے گر کچھ بھی خوف کردگار — تو نکر بدنام مجھکو زینہار

سُنکے یہ مین ہوگیا خائف کمال — دور دل سے ہوگیا بس وہ خیال

ایخدا آگاہ ہے عالم ہے تو — بخشنے والا ہے اور راحم ہے تو

کھدئے سچ سچ یہ مینے واقعات — عفو کر دے اس بلا سے دے نجات

سامنے سے اور پتھر دور ہو — تا دل غمگین مرا مسرور ہو

رحمتِ حق کا ہوا اُسدم نزول
ہوگئی اُسکی دعا فوراً قبول

اور تھوڑا ہٹگیا سنگِ گران
اور نظر آنے لگا کچھ آسمان

تیسرا پھر اُٹھکے یون کہنے لگا
تو ہے واقف سب سے بہتر اے خدا

مجھکو اک مزدور کی حاجت ہوئی
نصف درہم ٹھہری اُجرت اُسکی ٹھہری

کام جو ٹھہرا تھا اُسنے کر دیا
پر نہ لی اجرت روانہ ہوگیا

مینے با صد جدّ و جہدِ بیشمار
نصف درہم کے کئے جب دس ہزار

بعد مدّت کے پھر آیا وہ اجیر
بخشدی مینے وہ سب دولت کثیر

دیدیا تیری رضا کے واسطے
ہاتھ اُٹھائے یون دعا کے واسطے

یا الٰہی کر دعا میری قبول
مدعا دل کا مرے بھی ہو حصول

سامنے سے دور ہو پتھر کہین
اس بلا سے جائین ہم بچکر کہین

غار سے وہ دور پتھر ہو گیا
آسمان نظرون مین اظہر ہوگیا

ہوگئی اُس غار سے جب مخلصی
اپنے اپنے گھر کی سب نے راہ لی

الغرض ہم سب کا یون ایمان ہو
ایسی ہی ہر اک بلا آسان ہو

رکھتے ہین اخلاق جو دنیا مین نیک
پاتے ہین وہ منفعت عقبا مین نیک

یہہ خدائے پاک کا فرمان ہے
اور جزا احسان کی احسان ہے

حسن خلق ایسا ہے ہر اک جا پہ کام
وقعت اس سے رہتی ہے قایم مدام

تجھکو خالق نے ہے دی اولاد اگر
چاہ اُنکو لطف و احسان اُنپہ کر

اپنے چھوٹون پر رہا کر مہربان
تا رہے نظرون مین تو با عز و شان

اپنی صحبت مین نکر اُن کو شریک
تا نہو اُنکی نظر مین تو رکیک

رکھ حلم اور احسان کر ہر ایک پر
تا نہ پہنچائے تجھے کوئی ضرر

جو ہین بد اُنسے نکر نیکی کبھی
نیکون سے ہرگز نہ دیکھیگا بدی

کرنا نیکی ہے بدون سے اسطرح
نیکون سے کرنی بدی ہے جسطرح

جو ہر انسانیت ہے خُلق نیک
دوست ہو جائے نہ کیون دشمن ہر ایک

ہے عمل تسخیر کا خُلقِ حسن
جس سے تابع ہوتے ہیں ہر مرد و زن

ہو غلام اُنکا کہ جو ہین نیک خو
جو ہین بد اُنکا نہ بن آقا بھی تو

بیان مذمت حرص

حرص کو کر ترک اے نفس دنی
حیف ہے پھر آبرو پر گر بنی

حرص دنیائے دنی کو چھوڑ دے
رشتۂ الفت کو اُس سے توڑ دے

دار دنیا مین جو ہوتا ہے حریص
اپنی عزت کو وہ کھوتا ہے حریص

لاکھ زر اُسکو ملے کافی نہو
جس قدر اسکو ملے وافی نہو

آدمی کو حرص کرتی ہے خراب ‌ ‌ ‌ چاہیے عاقل کو اس سے اجتناب

ہے جو حرص دولت و جاہ و حشم ‌ ‌ ‌ بدلے راحت کے ملیگا رنج و غم

نیک و بد کا کچھ نہین رہتا ہے دہیان ‌ ‌ ‌ حرص مین دیتا ہے اکثر اپنی جان

ہان نہو تو مطلقاً پابند حرص ‌ ‌ ‌ ہے گنہگار خدا پابند حرص

حرص سے بدتر نہین ہے کوئی شئے ‌ ‌ ‌ حرص کرنیوالا دائم خوار ہے

کوئی مومن ہو نہ اسمین مبتلا ‌ ‌ ‌ مرنے پر چھوٹے تو چھوٹے پھر بلا

بیان حقوق زن و شوہر و مذمت مکر زنان و اقسام زنان

ہے تجھے اے نفس گر تمیز و درک ‌ ‌ ‌ حکم شارع کو نکر زنہار ترک

کر تلف ہرگز نہ زوجہ کے حقوق ‌ ‌ ‌ ہین کتب مین حکم اکثر باوثوق

کہانے پینے کی برابر رکھ خبر ‌ ‌ ‌ دے پہننے کپڑے اور رہنے کو گھر

عورتون سے چار تک کرنا نکاح ‌ ‌ ‌ شرع نے جائز کیا ہے اور مباح

لیکن اس مین شرط بھی ہے عدل کی ‌ ‌ ‌ چارون سے ہو طرز اخلاق ایک ہی

جبکہ نیکوکار ہے ہر حال مین ‌ ‌ ‌ اور تری غمخوار ہے ہر حال مین

ہے اطاعت مین اگر ثابت قدم ‌ ‌ ‌ تو نہ دے زوجہ کو اپنی رنج و غم

چاہیے زوجہ کو شوہر کی خوشی ‌ ‌ ‌ حکم شوہر سے نہ باہر ہو کبھی

تابع فرمانِ شوہر ہو مدام — جانے نافرمانی شوہر کی حرام

دیگی شوہر کو نہ وہ رنج و ملال — ہوگا جس زوجہ کو عقبیٰ کا خیال

زوج کو رکھے اگر زوجہ ملول — ہو عبادت بھی نہ زوجہ کی قبول

عورتون کے مکر سے رہ ہوشیار — کر نہ انکے قول کا تو اعتبار

انکا ذکر مکر ہے قرآن مین — ڈالتے ہین یہہ خلل ایمان مین

جوکہ ہوتا ہے جہان مین نامید — زندگانی اُسکی ہوتی ہے پلید

مرد گر ہو نیک اور عورت ہو بد — ایک ساعت مین ہون رنج و غم دو صد

جسکی ہووے زوجہ بدنہاد — راتدن کرتی ہے وہ برپا فساد

رنج ظاہر کرتی ہے ہر بات مین — تا بسر ہو تلخیِ اوقات مین

عورتون کے لکھے ہین اقسام چار — دو ہین شایستہ دو ملعونہ ہین خوار

پہلی شایستہ وہ زن ہے باتمیز — قوم مین رکھتے ہون سب جسکو عزیز

سامنے شوہر کے رہتی ہے حقیر — دے اگر تھوڑا سمجھتی ہے کثیر

دوسری شایستہ اُس سے مراد — جسکے فرزندِ نرینہ ہون زیاد

اقربائے زوج سے رکھے صلاح — زوج کی ہر وقت چاہے وہ فلاح

خانہ داری مین رہے مصروف جو — ہو صفاتِ نیک مین موصوف جو

جو کرے اولادِ شوہر پر کرم
خوش ہمیشہ ہو نہ ہو کچھ رنج و غم

دایم اسکو دیکھکر خرسند ہو
دوسری زوجہ کا گو فرزند ہو

ایسی زوجہ نیک طینت اور غریب
اُسکو ملتی ہے جو ہو صاحب نصیب

پہلی ملعونہ وہ عورت ہے رذیل
آپکو جانے جو شوہر سے جلیل

کچھ نہ دے شوہر تو ہو جائے عذاب
اور کچھ دے بھی تو پلٹا دے شتاب

اُسکا شوہر ہے ملامت مین مدام
اُس سے ہمسایہ کو غم ہو صبح و شام

دوسری ملعونہ وہ زن ہے غضب
روتی رہتی ہے سدا جو بے سبب

سامنے شوہر کے رہتی ہے خفا
دور ہو جائے تو کرتی ہے جفا

ہے یہ زن جیسی کوئی کہاری زمین
نفع اس کے ذات سے ہوتا نہین

اس سے پیدا ہو کوئی فرزند اگر
باپ ہو ویگا نہ اُس سے بہرہ ور

گر زن بد نیک شوہر کو ملے
کیون نہو دوزخ جہان اوسکے لئے

بیان مذمت دروغ و وعدہ خلافی و غیبت

کیا ہوا ہے تجھکو اے نفس شقی
ہے سراسر تجھ مین خوئے فاسقی

فاسد و بدکار کہتے ہین دروغ
قول کو اُنکے نہین ہوتا فروغ

ایک ہے جب ایک کہہ دل اور زبان
دلمین جو کچھ ہو زبان سے کر بیان

ظاہر و باطن کو اپنے ایک رکھ ہے اگر مومن گمانِ نیک رکھ

خیر گر منہ پر ہو دل مین شر نہو حیف ہے جو دل مین ہو منہ پر نہو

جھوٹ ہان اُسوقت ہے کہنا روا دُر ہو اپنی یا کسیکی جان کا

یاد رکھ وعدہ خلافی عیب ہے جس مین یہ خو ہو وہ بدلاریب ہے

تو کسی سے گر کوئی وعدہ کرے اُسکے ایفا کو تو واجب جان لے

گر نہو منظور تو وعدا نکر جب کیا تو پھر اُسے جھوٹا نہ کر

بولا جو کچھ منہ سے پھر کے دکھا کہکے پھر کرنا نہین ہے یہ بُرا

جسکا قول و فعل اک ہو مرد ہے اور ہزارون مین وہی تو فرد ہے

گر کیا تو نے تلوّن اختیار ہوگا تیرے قول کا کیا اعتبار

ہے گناہ سخت غیبت رکھ خیال منع فرماتا ہے جسکو ذُوالجلال

تو نکر غیبت کبھی بہر اله جسکا کہنا سُننا دونون مین گناہ

یہ صفت پیدا ہوئی تجھ مین اگر تو کرینگے نیک و بد تجھسے حذر

گر کسیکی بھی کوئی غیبت کرے روبرو تیرے تو بس تُو جان لے

تیری غیبت بھی کریگا وہ ضرور رہ ہمیشہ ایسی بد صحبت سے دور

یاد رکھ ہرگز نہین یہ چال نیک محو ہو جاینگے سب اعمال نیک

جسکی غیبت ہو گی اوسکے سب گناہ ۔ تیرے نامہ مین لکھے جا ئینگے آہ
اجر اُسکا تجھ سے جو جسنکی ہوئی ۔ پائیگا وہ جسکی غیبت تونے کی
یا خدا غیبت کی تو عادت نہ دے ۔ بلکہ ایسے شخص کی صحبت نہ دے

بیان حال قیامت

نفس سن لے تو ہے حشر و نشر کیا ۔ ہونیوالا ہے بروز حشر کیا
صور اسرافیل پھونکا جائیگا ۔ پھونکتے ہی ہو جائیگا ہر اک فنا
جن و انس و حور و غلمان مع ملک ۔ سب فنا ہونینگے اسرافیل تک
آسمان ہوگا نہ ہوئیگی زمین ۔ اور نہ ہونینگے ماہ و خورشید مبین
ہو گی باقی صرف اُسکی ایکذات ۔ نیست اور نابود ہو گی کائینات
تب یہ رب پاک کی ہو گی صدا ۔ کون جز میرے ہے تم سب کا خدا
آج کے دن ہے یہ کسکی منزلت ۔ آج کے دن ہے یہ کسکی سلطنت
تم سبھونکا حاکم و مالک ہے کون ۔ تم سبھونکا خالق و مہلک ہے کون
جب کسی سے کچھ نہ پائیگا جواب ۔ آپ ہی دیگا وہ پھر اپنا جواب
ہوتے ہی پھر حکم رب دو جہان ۔ تن مین اسرافیل کے آئیگی جان
حکم حق سے جب وہ پھر پھونکیگا صور ۔ زندہ ہو جائینگے سب اہل قبور

اپنی اپنی قبر سے نکلینگے سب — کوئی حسرت مین کوئی بارنج و تعب

نامۂ اعمال ہوگا ساتھ بس — جز عمل کوئی نہ ہوگا ہم نفس

حشر کے میدان مین جب آئینگے — خوف عصیان سے بہت گھبرائینگے

ساری ہو جائیگی تانبے کی زمین — جائے راحت بھی نہ پائینگے کہین

اور اک نیزہ پہ ہوگا آفتاب — شدت گرمی سے ہوگا اضطراب

اُسکی گرمی سے پکیگا مغزِ سر — اور نہ پائے گا کوئی راہِ مفر

شدّتِ حدت سے اُسدن تا بفرق — سب پسینہ مین رہینگے اپنے غرق

وہ بڑا دن ایک ایسا ہوئے گا — یعنی آدھے لاکھہ سن کا ہوئیگا

آتش دوزخ جو ہوگی شعلہ زن — خوف سے کانپے گا ہر اک کا بدن

کوئی محزون کوئی ہوگا دردناک — اور کسیکا بر مین ہوگا قلب چاک

اپنے دکھہ مین ہوگا ہر اک دردمند — نفسی نفسی کی صدا ہوگی بلند

باپ کو ہوگی نہ بیٹے کی خبر — سب کہینگے الامان والحذر

لائینگے ہر اک کو جب بہر حساب — دیکھکر عصیان کو آئے گا حجاب

پہلی ہوگی پرسشِ صوم و صلاۃ — بعد ہوگی پرسشِ خمس و زکواۃ

نیک جو ہوگا وہ ہوگا شادمان — پائیگا وہ مژدۂ باغِ جنان

ہوگا مجمع انبیا کا زیرِ عرش — اور لوائے حمد ہوگا زیر عرش

اُس لوا کے نیچے ہونگے مصطفیٰؐ — اور وہ ہوگا زیب دست مرتضےٰؑ

سب کا ہوگا بس وہی فریاد رس — کوئی جز اُسکے نہ ہوگا داد رس

ہوگا سنکون کو نہ کچھ خوفِ صراط — جائینگے اُسپر سے باصد انبساط

جو کوئی ہوگا گنہگارِ خدا — پار اُسپر سے نہوگا مطلقا

اکطرف میزان رکھی جائیگی — جس مین تولی جائیگی نیکی بدی

ہو بدی زاید اگر نیکی ہو کم — جائیگا سوئے سقر وہ بدشیم

کم بدی جسکی ہو اور نیکی زیاد — جائیگا بین جنان وہ خوش نہاد

بحقِ احمدؐ بحقِ حیدرؑ یا الٰہ — تو بحل فرما مرے سارے گناہ

خاتمہ

طول دے لایق نہ اب تقریر کو — ختم کر تقریر کو تحریر کو

مثنوی کو تو ندے زنہار طول — نا پسند عقل ہے بیکار طول

مختصر یہ نظم ہو سکے پسند — بو لین دریا کو کیا کوزے مین بند

ادعائے شاعری اصلا نہین — ناز اپنی طبع پر حاشا نہین

اور کچھ مطلب نہین مدِ نظر — نظم کی ہے بہر تعلیم پسر

یہہ نتیجہ طبع موزون کا ہے صرف | اور نصائح کا یہہ مجموعا ہے صرف

پند ہائے حضرتِ لقمان حکیم | شد کنون منظوم از فضلِ کریم

لقمۂ شیرین رکھا ہے اسکا نام | نعمتِ حق سے اگر لین اسسے کام

پر حلاوت نان و حلوا کی کہان | اور وہ لذت من و سلوا کی کہان

فارسی وہ اور یہہ اردو زبان + | مہر سے ذرہ کو ہے نسبت کہان

مثنوی اردو ہے اک نان و نمک | جو کہ ہے مقبول عالم آجتک

اُسکے ناظم گذرے ہین مرزا فصیح | تھے نہایت ہند مین حقا فصیح

شور ہے نان و نمک کا جابجا | یہہ فقط لقمہ ہے شیرین ہدیہ کیا

پر دعا میری ہے با قلبِ ملول | یا الٰہی یہہ بھی ہو جائے قبول

لقمۂ شیرین یہہ اے پروردگار | ہو طبیعت کو ہر اک کی خوشگوار

پند کا ایسی نہین اس مین شمول | دل نہ ہر اک کا کرے جسکو قبول

پیٹ حاسد کا مگر بھاری نہو | رنج و غم اوسپر کہین طاری نہو

لقمۂ شیرین کو میرے دیکھکر | منہ مین بھر آئے نہ پانی سربسر

طبع حاسد کو نہو ربِّ احد | باعثِ ہیجانِ صفرا ہے حسد

عیب کچھ اسمین کہین پیدا نہو | نقص بہر نکتہ چین پیدا نہو

کہہ یہہ سال نظم سے فرخندہ پے | اک حلاوت لقمۂ شیرین مین ہے

سال ہجری طبع کا ہمدست ہو | گن عروس نظم کے اعداد کو (۲۶ ۱۳ھ)

گن لے چھبیس اکہزار اور تین سے | مثنوی کمترین۔ تاریخ ہے (۲۶ ۱۳ھ)

سال فصلی طبع کا کر یون شمار | گن لے تو مقبول و ویران تین بار (۲۶ ۱۳ھ)

اب دعا پر مثنوی کو ختم کر | بار الہا مجھکو دے اسکا ثمر (۳۹ھ ۱۲۱۷ فصلی)

ناجی صاحب ہین جو میرے اوستاد | خوش رہین اور عمر ہو انکی زیاد

روز محشر پرسش عصیان نہو
بخشدے مجھکو مرے مان باپ کو

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک گہر سلک پادشاہ اقلیم معانی فخر انوری و خاقانی افصح الفصحا و اکمل الکملا عالیجناب مولوی سید صغر حسین صاحب ناجی مدظلہ العالی

خوب لایق نے مثنوی یہہ کہی | شاد ہر ذی کمال کی ہو گئی طبع

کہا ناجی نے طبع کا یہہ سال | آج صد شکر مثنوی ہوئی طبع (۲۶ ۱۳ھ)

ایضاً گریختۂ قلم معجز رقم شاعر نازک خیال شیرین مقال عالیجناب میر دلاور علی صاحب والش مدظلہ العالی

طبعزاد لایق ہم اندر سلوک | مثنوی نیکوی مطبوع شد

ازرہ معنی سزد گر گویمش | مثنوی معنوی مطبوع شد

گوی دانش مصرع تاریخ طبع	بارک اللہ مثنوی مطبوع شد ۱۳۰۳

ایضاً وله فضلی

میر محمود علی لائق برادرزادہ ام — در سلوک و پند گفتہ مثنوی نیکوی
سال فضلی از برای طبع آن دانش بگو — حمد رب گردید مطبوع طبایع مثنوی ۱۳۰۳

ایضاً طبعزاد صاحب طبع رسا جناب سید ضمیر الحسین صاحب صفا ساکن آرہ شاگرد حضرت ناجی مدظلہ العالی

جو کہ خالق کے برگزیدہ ہین — رہتے ہین وہ میان بیم و رجا
کبھی عصیان سے اپنے خائف ہین — کبھی کہتے ہین بخشدیگا خدا
عمر بھر کرتے ہین وہ طاعت رب — پر یہہ کہتے ہین آہ کچہ نہ کیا
زندگانی ہی مین فنا ہو کر — سمجھے معنی فنا اور بقا
ذکر و شغل اُنکا فرض لیل و نہار — صبر و شکر اُنکا کام صبح و مسا
عارف حق جو ہین وہ صابر ہین — ساتھ ہے صابرون کے ربّ عُلا
صابرون شاکرون کے ذکر مین بھی — ہوتی ہے دل کے آئینہ کو جلا
لائق خوش کلام نے سدرہ — عارفون صابرون کا حال لکھا
تام ہے اُس کا لقمۂ شیرین — مثنوی ہے کہ نان اور حلوا
سال تصنیف و طبع لائق نے — مجھسے پوچھا تو مینے اوسنے کہا

تمنے لایق یہ لقمۂ شیرین ۱۳۲۵ھ — خوان یغماے صابرین سے لیا ۱۳۲۶ھ

ایضاً طبعزاد جناب مولوی سید عباس حسین صاحب عباس شاگرد حضرت ناجی مدظلہ العالی

لایق ذکمال عمومیم — نظم فرمود مثنوی فی الحال

از سماعت شدہ دلم مفتون — این کلام است یا کہ سحر حلال

حبذا مرحبا جزاک اللہ — بدو عالم بود خجستہ مآل

طبع گردید بہر فیض عام — بعنایات خالق متعال

فکر تاریخ کرد چون عباس — نظم مطبوع دہر گفتم سال ۱۳۲۶ھ

ایضاً وله فضلی

سید محمود علی نے کی جو نظم — ہو گیا حیران مین سنکر مثنوی

اسمین وہ ہین پند و نصایح درج ہین — ایسی بھی ہوتی ہے کمتر مثنوی

سچ تو یہ ایسی نظر آئی نہین — اور گو دیکھی ہے اکثر مثنوی

کہدیا جب چھاپنے کیواسطے — دیجیے ربجیر ہمسر مثنوی

میری خواہش کو کیا اسدم قبول — مجھکو دیدی بس اٹھاکر مثنوی

بھیجدی مخزن نظامی مین ادسے — جب وہان سے آئی چھپکر مثنوی

سال فضلی کا کہا عباس نے — چھپ گئی سے دیکھ بہتر مثنوی ۱۳۲۶ھ

ایضاً طبعزاد جناب مرزا علی جعفر صاحب جعفر شاگرد حضرت ناجی صاحب مدظلہ العالی

لائق کو اسکا خالق علام دے صلہ — تصنیف کی ہر ایک کی مرغوب مثنوی

اک آن دور کرینکو دل چاہتا نہین — ہے زاہدون کے واسطے محبوب مثنوی

کیا کیا ہوین نہ مثنویان طبع خلق مین — ہر اک ہے اسکے سامنے محجوب مثنوی

ظاہر جو اس سے ہوتے ہین آداب دین کے — جو اہل دین ہین انکو ہے مطلوب مثنوی

جعفر نے سال طبع کی فکر جسگھڑی — آئی ندا کہ طبع ہوئی خوب مثنوی

۱۳۲۶ ہجری

ایضاً طبعزاد جناب مرزا علی جواد صاحب جواد شاگرد حضرت ناجی صاحب مدظلہ العالی

مثنوی خوب لکھی ہے یہہ واہ — کیون نہ تحسین کے لائق ہون لائق

کہہ جواد اسکی یہہ طبع کا سال — مثنوی چھاپی تحسین کے لائق

۱۳۲۶ھ

ایضاً ولہ فصلی

نکیون لائق وصف ومدحت ہون لائق — لکھی خوب یہہ واہ وا مثنوی

جواد اسکے چھپنے کی تاریخ فصلی — رقم مینے کی حبذا مثنوی

۱۳۱۷ ف

ایضاً طبعزاد جناب میر محمود علی صاحب جلال [illegible] شاگرد حضرت ناجی مدظلہ العالی

میر محمود علی منظوم کرد — خوب در پند این موثر مثنوی

فکر تاریخش چو کردم اے جلال — گفت ہاتف ہست نادر مثنوی

۱۳۲۶ھ

ایضاً ولہ

عجب یہہ مثنوی منظوم کی ہے
جناب میر محمود علی نے
ہے بندش صاف برجستہ ہین ابیات
مضامین بھی سنے ابتک نہ ایسے
کیئے ہین نظم اس مین وہ نصایح
ہو مفتون گر کوئی اکبار سنلے
جلا تو طبع کا یہہ سال ہجری
کلام خوب تہپا ہے کہدے
۱۲۶۴ھ

ایضاً از نتیجۂ فکر رسا جناب سید پادشاہ علی صاحب ضیا لکھنوی معتمد مجلس انتظامی عالیجناب نواب بہرام الدولہ بہادر

لایق خوش بیان نے خوب نظم یہہ کی ہے مثنوی
پائینگے حسن ہے حد کمال اہل ہر فن ابھی ابھی
چھپکے اسے بلطف حق آئے تو در ظہور مین
ہو گی پسند کاملِ ہند و دکن ابھی ابھی
روح روان نظم ہے مصرع سال یہہ ضیا
قالب طبع مین پڑی جان سخن ابھی ابھی
۱۲۶۴ھ

ایضاً طبعزاد جناب میر کوثر علیصاحب کوثر میر منشی دفتر عالیجناب نواب بہرام الدولہ بہادر

خوب نظمی نگاشتی لایق
آفرین آفرین بہ طبع روان
مصرعِ سال طبع کوثر گفت
مثنویِ نصیحت یاران
۱۲۶۴ھ

ایضاً طبعزاد جناب میرزا لیاقت علیصاحب اخگر شاگرد جناب ضیا صاحب لکھنوی

عجب لایق نے کی ہے مثنوی نظم
کہ سنکر دنگ ہر اک اہل فن ہے
احبا نے جو پوچھا سال ہجری
کہا اخگر نے ۔ کیا شیرین سخن ہے
۱۲۶۴ھ

ایضاً طبعزاد جناب سید حمید عالم صاحب آسی ماسٹر فرزند مصنف مثنوی ھذا

ہین جو لایق پسر محمود علی	شاعر شیوا بیان و نکتہ دان
نظم او ہونے کی ہے اچھی مثنوی	جسکی ہے تعریف مین قاصر زبان
بہر تعلیم پسر چھپوائی ہے	اور ہدیہ ہے برائے قدردان
بارالہا اوسکو برخوردار کر	علم مین وہ بھی ہو یکتائے زمان
مصرع تاریخ آسی تو یہہ کہہ	کیا کلام شاعر شیرین بیان ۱۳۲۶ھ

ایضاً ولہ فصلی

مثنوی ایک نغمۂ شیرین	نظم لایق سے کی دکہایا ہنر
درج اس مین نصایح اکثر ہین	ہے یہہ ہدیہ برائے اہل نظر
فکر تاریخ کی جو آسی نے	سال فصلی کہا سخن بہتر ۱۳۱۷ف

ایضاً طبعزاد جناب سید فرخ سلطان صاحب کامل خلف سید محمد سلطان عاقل مرحوم

دوست میرے لایق ذی فہم نے	مثنوی اک نظم کی شکر اللہ
صاف صاف ابیات ہین اور عام فہم	نقص سے ہے پاک وہ بے اشتباہ
سال فصلی کہدیا کامل نے یہہ	مثنوی بہتر لکہی ہے واہ واہ ۱۳۱۷ف

ایضاً طبعزاد جناب مولوی میرزا احمد بہادر صاحب یاور وکیل ہائیکورٹ شاگرد عاقل مرحوم دہلوی

میرے لایق دوست محمود علی — جنکو حاصل ہے کمال دوستی
شاعر نازک خیال و علم دوست — اور ہین شیدائے جمال دوستی
مثنوی نے جنکی ظاہر کر دیا — دل سے ہے انکو خیال دوستی
جو نصایح کا ذخیرہ بنگئی — ہے سراسر جس مین حال دو[ستی]
شک نہین الحق مثنؔ مین ذرا — پند ہے لیکن مآل دو[ستی]
مصرعۂ تاریخ یاور نے لکھا — لقمۂ شیرین ہے نہال دو[ستی]
۱۳۲۶ھ

ایضاً و لہ

مثنوی لایق کی یہ بےمثل ہے — اس مین ہین لولوئے معنی جا[بجا]
موتیون مین تولئے ہر لفظ کو — ہے یہ گنجینہ گہر کا بیگ[مان]
اسکا ہر اک شعر ہے مثل صدف — صاف ہے جس مین دُرِ معنی
قوم کو لایق نے یاور بےنظیر — مثنوی پند دی ہے دُرفشا[ن]
۱۳۲۶ھ

تمام شد

